مرزا طاہر احمد
کی
پچاس لاکھ بیعتیں

از

مرزا منور احمد ملک

ایم ایس سی (فزکس)

(سابق قادیانی)

KHATME NUBUWWAT ACADEMY
387 KATHERINE ROAD FOREST GATE
LONDON E7 8LT UNITED KINGDOM
Phone : 020 8471 4434
Mobile : 0789 486 4668, 0795 803 3404
Email: khatmenubuwwat@hotmail.com

website: www.khatmenubuwwat.org

مرزا طاہر کی پچاس لاکھ بیعتیں

جماعت احمدیہ (مرزائی) کی تعداد کے بارے میں اکثر علماء کرام ایسے اعداد وشمار پیش کرتے ہیں۔ جسے احمدی (قادیانی) فوراً رد کردیتے ہیں۔ علماء کرام کے بیان کے مطابق پاکستان میں احمدیوں (قادیانیوں) کی تعداد ایک لاکھ کے قریب ہے۔ علماء اس تعداد کو بیان کرکے حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ پاکستان کی تیرہ کروڑ کی آبادی میں احمدیوں کی جو نسبت بنتی ہے۔ اس کے مطابق ان کو شہری حقوق دیئے جائیں۔ مثلاً ملازمتوں میں ان کو ان کی تعداد کے مطابق سیٹیں دی جائیں۔ علماء کی بیان کردہ تعداد کے مطابق 13 کروڑ یا 1300 لاکھ کے مقابل پر ایک لاکھ تعداد بنتی ہے۔ جس کی نسبت 1300 پر ایک ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر تیرہ سو سیٹیں ہوں تو ایک سیٹ احمدیوں کو ملے گی۔ علماء اس بات پر شاکی ہیں کہ احمدیوں کو ان کے حق سے بہت زیادہ دیا جاتا ہے۔ اسی نسبت کو سامنے رکھتے ہوئے قومی اسمبلی کی سیٹوں کی تعداد میں سے (جو کہ 260 ہے) احمدیوں کے لئے ایک سیٹ کا چوتھائی حصہ بھی نہیں بنتا۔ جبکہ احمدیوں کو ایک سیٹ ملی ہوئی ہے۔ اسی طرح تمام صوبوں کی صوبائی اسمبلیوں کے اراکین کی کل تعداد 460 بنتی ہے۔ جس میں سے احمدیوں کی آدھی سیٹ بھی نہیں بنتی۔ جب کہ احمدیوں کو 4 سیٹیں ملی ہوئی ہیں۔

دوسری طرف جماعت اپنی تعداد پاکستان میں 45 لاکھ بتاتی ہے یہ وہ تعداد ہے جو آج سے 25 سال پہلے بتائی جاتی تھی۔ (جب 1974ء میں احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا) جماعت احمدیہ نے آج تک باضابطہ اپنی تعداد کا اعلان نہیں کیا۔ مذکورہ بالا تعداد جماعت کے مربی (مولوی) امیر جماعت و دیگر سرکردہ افراد ''بے ضابطہ'' طور پر جماعت کے حوصلے قائم رکھنے کے لئے بتاتے ہیں۔ جماعت کے افراد کے نزدیک مربی امیر جماعت یا جماعت احمدیہ جھوٹ نہیں بول سکتے۔ لہٰذا وہ اس تعداد پر یقین رکھتے ہیں۔ خاکسار نے اس جماعت میں 40 سال گزارے ہیں۔ اپنے بچپن اور جوانی کا سنہرا دور اس جماعت میں گزارا ہے۔ اپنی تمام توانائیاں اس جماعت کی بہتری کے لئے وقف کئے رکھیں اور ایک جنونی احمدی (قادیانی) کے طور پر ہر کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ پنجاب یونیورسٹی میں ایم ایس

سی کے دوران احمدی طلباء کا قائد (زعیم) رہا۔ چکوال میں سروس کے دوران نگران کے طور پر رہا اور جہلم میں نائب امیر جماعت احمدیہ ضلع جہلم کے عہدے پر بھی رہا۔ مگر جب جماعت احمدیہ میں جھوٹ کی فراوانی، اسلامی اقدار کا فقدان، انصاف و عدل سے خالی، ظلم و بربریت کا دور دورہ دیکھا تو 15 جنوری 1999ء بمطابق 26 رمضان المبارک 1419ھ جمعۃ الوداع کے دن اپنے خاندان کے بارہ افراد کے ساتھ احمدیت سے توبہ کر کے اسلام قبول کر لیا۔ (اب یہ تعداد 19 ہو چکی ہے)۔

اس لئے خاکسار کی بیان کردہ باتیں اور اعداد و شمار، ذاتی مشاہدے اور جماعتی عہدوں پر فائز رہنے کی وجہ سے ذاتی علم کی بنیاد پر ہیں۔ جماعت احمدیہ کے ذمہ دار افراد جو تعداد اپنی بتاتے ہیں وہ ابھی تک 45 لاکھ کے قریب ہیں۔ گویا پچیس سال پہلے جو تعداد تھی۔ اب بھی وہی ہے۔ البتہ چند غیر ذمہ دار 50 سے 60 لاکھ کے قریب بتا دیتے ہیں۔ اگر ہم اس تعداد کو 50 لاکھ فرض کر لیں تو اس پر ایک جائزہ لیا جا سکتا ہے۔ 50 لاکھ کی تعداد کے حساب سے پاکستان میں ان کی تعداد کے حوالے سے نسبت 1:26 کی بنتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہر 26 افراد پر ایک احمدی ہوگا۔ یہ نسبت پاکستان کے کسی بھی ضلع میں موجود نہیں۔ 1:26 کی نسبت تقریباً 4 فیصد بنتی ہے۔

تعلیمی میدان:

ایک عام تاثر یہ ہے کہ احمدی لوگ تعلیمی میدان میں آگے ہیں۔ یہ درست ہے کہ جماعت بچوں کی تعلیم کے بارے میں بہت زور دیتی ہے۔ ایک عرصے تک بورڈ، یونیورسٹی سے پوزیشن لینے والوں کو انعام دیئے جاتے رہے ہیں۔ یوں کہا جا سکتا ہے کہ احمدی بچوں کی کم از کم 80 فیصد تعداد تعلیم حاصل کرتی ہے۔ جبکہ چناب نگر (ربوہ) کی خواندگی کی شرح 95 فیصد بتائی جاتی ہے۔ اس بنیاد پر اگر ہم جائزہ لیں تو چناب نگر (ربوہ) کے تعلیمی اداروں کے علاوہ پاکستان میں کسی بھی تعلیمی ادارے میں 4 فیصد احمدی طلباء نہیں ہیں۔ حالانکہ پاکستان کی خواندگی کی شرح 30 فیصد کے قریب ہے۔ اس طرح تو ہر تعلیمی ادارے میں احمدیوں کی تعداد 8 فیصد سے بھی زیادہ ہونی چاہئے۔

پنجاب یونیورسٹی کی 10 ہزار کی تعداد کے حساب سے 4 فیصد کے حساب سے 400 احمدی طلباء ہونے چاہئیں تھے۔ مگر وہاں پر تعداد 45 تھی۔ جس میں سے 10 مقامی اور 35 پورے پاکستان میں

سے تھے۔ (یہ جائزہ 1982ء کا ہے) چکوال کالج کی 1500 تعداد میں سے 60 طلباء احمدی ہونے چاہئیں تھے مگر 1986ء میں ایک بھی نہیں تھا۔ جبکہ 1988ء میں زیادہ سے زیادہ تین تھے۔ گورنمنٹ ڈگری کالج ٹاہلیانوالہ جہلم میں ایک ہزار کی تعداد میں 40 احمدی طلباء ہونے چاہئیں تھے۔ مگر 1989ء تا 1995ء میں دو سے تعداد نہیں بڑھی۔ گورنمنٹ کالج گوجرخان میں 1995ء تا 1999ء ایک ہزار کی تعداد پر 40 احمدی طلباء ہونے چاہئیں تھے۔ جبکہ زیادہ سے زیادہ تعداد رہی ہے۔ اب وہ بھی نہیں ہے۔ (یہ سب ذاتی مشاہدے کے مطابق ہے)۔

پورے پاکستان کے ایم ایس سی فزکس اور پی ایچ ڈی کے افراد پر مشتمل ایک PIP (پاکستان انسٹیٹیوٹ آف فزکس) سوسائٹی بنی ہوئی ہے۔ جس کی تعداد ایک ہزار سے زیادہ ہے۔ اس میں احمدیوں کی تعداد کم از کم چالیس ہونی چاہئے تھی۔ مگر اس میں کل تعداد 4 تھی۔ جس میں سے ڈاکٹر عبدالسلام فوت ہو چکے ہیں۔ اور خاکسار جماعت چھوڑ چکا ہے۔ اب یہ تعداد دو رہ گئی ہے۔

پنجاب لیکچررز اینڈ پروفیسر ایسوسی ایشن کے ممبران کی کل تعداد 14 ہزار سے زائد ہے۔ اس میں 560 احمدی پروفیسر ہونے چاہئے تھے۔ جب کہ ان کی تعداد 25 سے بھی کم ہے۔

جماعت احمدیہ جو کہ تعلیمی میدان میں بہت آگے ہے۔ اس میدان میں یہ حالت ہے کہ کسی بھی لیول پر اس کی آبادی والی نسبت موجود نہیں۔ اس جائزے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ تعلیمی میدان میں بھی ان کی شمولیت 0.5 فیصد سے بھی کم ہے۔ اس کی بنیاد پر اگر تعداد کا اندازہ لگایا جائے تو چھ لاکھ سے کم بنتی ہے۔

مالی میدان:

جماعت احمدیہ میں چندوں کی بھرمار ہے۔ ایک احمدی پر اس کی ماہوار آمد کا چھ فیصد چندہ عام لاگو ہے۔ اس کی ادائیگی لازمی ہے۔ عدم ادائیگی پر وہ چندہ اس آدمی کے کھاتے میں بطور بقایا نام ہو جاتا ہے۔ اگر ایک احمدی چندہ دینے سے انکار کر دے تو وہ احمدی رہ نہیں سکتا۔ حالانکہ چندہ ایک اختیاری مد ہے۔ جس کی شرح مخصوص نہیں ہوتی۔ آدمی حسب توفیق ادا کر سکتا ہے۔ جب کہ ٹیکس کی شرح مخصوص ہوتی ہے اور اس کی ادائیگی لازم ہوتی ہے۔ عدم ادائیگی پر بقایا نام رہ جائے گا ختم نہیں ہوگا۔

چندہ عام کے ساتھ چندہ جلسہ سالانہ، چندہ تحریک جدید، چندہ وقف جدید، چندہ صد سالہ جوبلی (یہ اب ختم ہو چکا ہے)، چندہ خدام الاحمدیہ (چندہ مجلس)، یہ نوجوانوں پر لاگو ہے۔ چندہ تعمیر ہال (یہ حال 1973ء کے قریب تعمیر ہوا تھا مگر چندے کی وصولی اب تک جاری ہے)، چندہ بوسنیا، افریقہ، چندہ ڈش انٹینا (احمدی ٹی وی نیٹ ورک کا)، چندہ لجنہ اماء اللہ (یہ خواتین پر لاگو ہے)، چندہ اطفال (یہ بچوں پر لاگو ہے)، چندہ انصار (یہ 40 سال سے زائد عمر کے افراد کے لوگوں پر لاگو ہے) وغیرہ۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ ایک احمدی کو اپنی آمدن کا کم از کم 10 فیصد ماہوار چندہ دینا پڑتا ہے۔ چندوں کی وصولی کا رضا کارانہ نظام موجود ہے۔ جس میں وصولی کرنے والے کا کوئی کمیشن نہیں۔ جماعت احمدیہ کا یہ مالی نظام شاید ہی کہیں اور ہو۔ سال میں دو تین بار مختلف چندوں کے مختلف انسپکٹرز مرکز سے آ کر حساب وغیرہ چیک کرتے ہیں۔ اور کل وصول شدہ رقم مرکز (چناب نگر) میں پہنچانا یقینی بناتے ہیں۔ اس مالی نظام کی بناء پر جماعت احمدیہ پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ یہ بڑی منظّم جماعت ہے۔ حالانکہ اس کا کام نظام نہیں قواعد وضوابط، اُصول وغیرہ نہیں ہیں۔ صرف چندہ اکٹھا کرنے کا نظام ہے۔ اگر اس منظّم طریقہ سے چندہ وصول نہ ہوتا تو آج مرزا صاحب کے خاندان کے ہر شہزادے کے نام کئی کئی مربع اراضی نہ ہوتی۔ اور نہ ہی عیش وعشرت کی زندگی گزار رہے ہوتے۔ یہ سب اسی مالی نظام کی ''برکات'' ہیں۔ خیر اس پر بعد میں کسی اور موقع پر بات کی جائے گی۔ جب احمدی جذبات میں آ کر ان ''برکات'' سے انکار کریں گے؟

چند تحریک جدید میں ہر مرد اور عورت، جوان، بوڑھا اور بچہ شامل کیا جاتا ہے۔ جماعت اس بات پر پورا زور لگاتی ہے کہ ہر ذی روح تحریک جدید میں شامل ہو بلکہ کچھ بے روح بھی اس میں شامل ہیں۔ یعنی فوت شدہ افراد کے نام کا چندہ ان کے لواحقین سے لیا جاتا ہے۔ اب اگر کسی بستی سے تحریک جدید میں شامل 200 افراد ہوں۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہاں کی آبادی زیادہ سے زیادہ 200 افراد پر مشتمل ہے۔ حالانکہ اس میں فوت شدہ افراد بھی شامل ہیں۔

اب اس کی دلیل کے بعد یہ بتانا چاہوں گا کہ پورے پاکستان میں تحریک جدید کے کل ممبران ایک لاکھ سے کم ہیں۔ ممکن ہے اب دوبارہ چار ہزار زیادہ ہو چکے ہوں اور جماعت فوراً اپنی

جماعت میں یہ اعلان کردے گی کہ ایک لاکھ والی بات بالکل غلط ہے۔ اور جماعت کے افراد یہ سمجھنے لگیں کہ شاید 20-15 لاکھ ممبران ہوں گے۔ حالانکہ ایک لاکھ سے دو چار ہزار زیادہ تو ہو سکتے ہیں مگر دو لاکھ سے کسی بھی طرح زیادہ نہیں ہو سکتے۔ تحریک جدید کے انسپکٹر حضرات کی زبانی یہ معلوم ہوا تھا کہ ایک لاکھ کی تعداد پوری کرنی ہے۔ اب اگر علماء کی بیان کردہ تعداد کو لیا جائے تو وہ تحریک جدید کے ممبران کے ساتھ ملتی ہے۔ جب کہ احمدیوں کی بیان کردہ تعداد 50 لاکھ کسی طرح بھی ثابت نہیں ہوتی۔ یہ تعداد صرف اپنی جماعت کے افراد کے مورال کو قائم رکھنے کے لئے بتائی جاتی ہے۔

1998ء میں مردم شماری ہو چکی تھی۔ اس میں احمدیوں کو ہدایت ملی تھی کہ جو افراد بیرون ملک گئے ہوئے ہیں اور وہاں عرصہ سے مقیم ہیں۔ وہاں شہریت حاصل کر کے وہاں کی جماعتوں میں شامل ہیں۔ ان کے بھی نام پاکستان میں شامل کئے جائیں۔ اس طرح ہزاروں افراد جو بیرون ملک سیٹل ہیں ان کی تعداد بھی یہاں شامل ہے۔ اس کے باوجود ان کی کل تعداد 2 لاکھ سے 3 لاکھ کے درمیان ہو گی۔ مردم شماری کی تفصیلی نتائج سامنے آنے کے بعد حقیقت کھل کر سامنے آجائے گی۔ اس کے لئے چند ماہ کے انتظار کی ضرورت ہے۔ یہ واضح رہے کہ جماعت بغیر کسی وجہ کے ان نتائج کو تسلیم نہیں کرے گی۔

راولپنڈی ڈویژن میں احمدیوں کی تعداد:

اگر ضلع جہلم کی جماعت کا جائزہ لیں تو اس وقت ضلع جہلم میں 12/11 جگہ جماعت موجود ہے سب سے بڑی جماعت محمود آباد جہلم میں ہے۔ محمود آباد میں 1920ء کے قریب 80 فیصد آبادی احمدیوں کی تھی۔ 1924ء میں ایک احمدی کے غیر احمدی بھتیجے کا جنازہ احمدیوں نے پڑھنے سے انکار کر دیا۔ جس پر ایک بہت بڑا خاندان جماعت چھوڑ گیا۔ پھر آہستہ آہستہ کوئی نہ کوئی خاندان جماعت چھوڑتا چلا گیا اور یہ سلسلہ اب تک جاری ہے۔ 1974ء سے قبل یہ تعداد 50 فیصد رہ چکی تھی۔ 1974ء کے بعد 35 فیصد کے قریب رہ گئی۔ اب 30 فیصد سے بھی کم آبادی احمدیوں کی ہے۔ گزشتہ پچاس برسوں میں کوئی ایک بھی نیا خاندان احمدی نہیں ہوا بلکہ تسلسل کے ساتھ جماعت چھوڑی جا رہی ہے۔ باوجود اس کے کہ احمدی، غیر احمدی مسلمانوں میں رشتہ نہیں دیتے پھر بھی گزشتہ 25 سالوں میں 30 کے قریب احمدی خواتین کے رشتے مسلمانوں سے ہوئے بعد میں وہ خود اور ان سے ہونے والی اولاد احمدی

نہیں ہیں۔ پس جو چند ایک مسلمان عورتوں سے احمدی مردوں نے شادیاں کیں وہ خاندان آہستہ آہستہ جماعت چھوڑ گیا۔ جماعت میں ایک ایسا سیٹ اپ بن چکا ہے جو ظالم ترین آمریت کا نظام ہے۔ اب یہ خود ہی ختم ہو جائے گی انشاء اللہ۔ علماء کو اپنی توانائی اس طرف استعمال کرنی چاہئے۔ جہلم شہر میں ایک بہت بڑی جماعت ہوا کرتی تھی۔ جس میں سب سے بڑا خاندان سیٹھی برادری کا تھا جو آہستہ آہستہ جماعت چھوڑتا چلا گیا۔ 1974ء میں خاصی تعداد جماعت سے علیحدہ ہو گئی۔ اب زیادہ سے زیادہ 35 گھروں پر مشتمل ایک جماعت ہے جس کی تعداد آہستہ آہستہ کم ہو رہی ہے۔ تیسرے نمبر پر پاکستان چپ بورڈ فیکٹری ہے جو مرزا طاہر احمد کے بھائی مرزا منیر احمد کی ہے۔ یہ مرزا صاحب کے خاندان کے شہزادوں کا بڑا مسکن ہے۔ مرزا منیر احمد کا بیٹا نصیر احمد طارق ضلع جہلم کا امیر جماعت ہے۔ اس کی آمرانہ پالیسیوں کی وجہ سے جماعت علماء کرام کی کوششوں کے بغیر ہی انجام کو پہنچ جائی گی انشاء اللہ۔ اس فیکٹری میں 16/15 احمدی نوجوان ملازم ہیں۔ باقی سب مسلمان ہیں۔ ضلع جہلم کی جماعت کو کنٹرول کرنے والا محرک گروہ یہاں پر موجود ہے۔ اس کے علاوہ کالا گوجراں میں ایک بڑی جماعت ہوا کرتی تھی۔ اب وہ بھی چند افراد پر مشتمل ہے۔ کل 10/8 گھر احمدیوں کے ہوں گے۔ چک جمال میں بھی ایک جماعت ہوا کرتی تھی۔ اب وہاں جماعت ختم ہو چکی ہے۔ البتہ دو تین احمدی ملازم کالا ڈپو میں موجود ہیں۔ منگلا میں چند ملازم پیشہ جو دوسرے شہروں سے آئے ہوئے ہیں، پر مشتمل ایک چھوٹی سی جماعت ہے جو 4 یا 5 گھروں پر مشتمل ہوگی۔ روہتاس میں ایک گھرانے پر مشتمل جماعت ہے۔ کوٹلہ فقیر میں ایک بہت بڑی جماعت تھی جو کہ اب ختم ہو چکی ہے۔ جادہ میں ایک جماعت تھی جو اب ختم ہو چکی ہے۔ اور احمدیوں کی عبادت گاہ اب مسلمانوں کے پاس ہے۔ مستیال میں دو گھروں پر مشتمل ایک جماعت جو مستقبل میں ختم ہو جائے گی۔ کوٹ بصیرہ میں احمدی ختم ہو چکے ہیں۔ تحصیل پنڈ دادن خان میں ڈنڈوت میں 4/3 گھروں پر مشتمل ایک جماعت ہے۔ یہ سارے افراد سیمنٹ فیکٹری میں ملازم ہیں۔ شاید اب وہ بھی نہ ہوں کیونکہ سیمنٹ فیکٹری کے ختم ہونے کی خبر سنی گئی ہے۔ کھیوڑہ میں دو تین گھر ہیں وہ بھی ملازم پیشہ جو دوسرے شہروں سے آئے ہیں۔ پنڈ دادن میں جماعت موجود ہے جو 15/10 گھروں پر مشتمل ہوگی۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ پورے ضلع میں احمدیوں کی کل تعداد ایک ہزار سے بھی کم ہے۔ تحصیل سوہاوہ بالکل خالی ہے کہیں ایک جماعت بھی نہیں۔ ایک ہزار کا سن کر احمدی خوش ہوں گے کہ چلو زیادہ ہی بتائی ہے کچھ پردہ رہ گیا ہے۔ ضلع جہلم کی کل آبادی 15 سے 20 لاکھ کے قریب ہوگی۔ اس میں ایک ہزار کی نسبت 1:2000 بنتی ہے۔

1903ء میں مرزا غلام احمد قادیانی جہلم کچہری میں مولوی کرم دین صاحب آف بھیں کے ساتھ ایک مقدمہ کے سلسلہ میں جہلم آئے۔ جہاں دو تین دن ٹھہرے۔ ان کے قیام وطعام کا سارا انتظام جہلم کی جماعت نے کیا۔ اس وقت جہلم میں کافی جماعت موجود تھیں۔ محمود آباد بھی تقریباً سارا احمدی تھا۔ زیادہ تر اخراجات راجہ پنید ے خاں اف دارا پور نے ادا کئے۔ تین دنوں میں جہلم میں 1300 افراد احمدی ہوئے۔ ذرا غور فرمائیے کہ 1903ء سے قبل خاصی جماعت موجود تھی اور پھر 1300 نئے احمدی ہوئے۔ آج جب کہ اس بات کو 96 سال ہو چکے ہیں۔ اگر صرف وہی خاندان احمدیت پر قائم رہتے تو چوتھی نسل کے بعد اب ان کی آبادی ایک لاکھ سے زیادہ ہوتی۔ اب جب کہ پورے ضلع کی آبادی ایک ہزار سے کم ہے تو جماعت کی ''ترقی'' کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ گویا 99 فیصد احمدی جماعت چھوڑ گئے ہیں۔

ضلع چکوال میں شہر کے اندر 6/5 گھر احمدیوں کے ہیں۔ جب کہ ایک درجن سے زائد گھر اب احمدیت چھوڑ چکے ہیں۔ موضع بھون میں 10/8 گھر ہیں۔ کلر کہار میں 6/5 گھر، دھرکنہ میں 6 گھر اور بوچھال کلاں میں 4 گھر احمدیوں کے ہیں۔ پنجند میں 10/8 گھر احمدیوں کے ہیں۔ رتھوچھا میں بھی 7/6 گھر احمدیوں کے موجود ہیں۔ سب سے بڑی جماعت دوالمیال کی ہے۔ جہاں پہلے نصف سے زائد گاؤں احمدی تھا۔ اب 30/25 گھر احمدیوں کے رہ گئے ہیں۔ یہ وہی گاؤں ہے جہاں ایک احمدی خاتون کے تین بیٹے جنرل تھے۔ اب یہ جماعت بھی آخری سانسوں میں ہے۔ پورے ضلع چکوال میں احمدیوں کی کل تعداد 600 کے قریب ہوگی۔ جب کہ ضلع چکوال کی کل آبادی 13/12 لاکھ ہوگی۔ احمدیوں کی کیا نسبت بنتی ہے اس کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ جن جماعتوں کا ذکر کر رہا ہوں ہر جماعت سے بہت سے لوگ جماعت چھوڑ چکے ہیں۔ علاقے کے لوگ یہ جانتے ہیں کہ لوگ مسلمان ہوتے ہیں۔ کبھی بھی کوئی احمدی نہیں ہوتا۔ یہ بات احمدیوں کو بھی بہت پریشان کرتی ہے۔ ان کی نوجوان نسل کو مایوس کرنے والی سب سے بڑی یہ بات ہے۔

ضلع راولپنڈی:

اس ضلع میں کل کتنی تعداد ہوگی اس کا اندازہ تو مشکل ہے۔البتہ اس بات سے جائزہ لیا جاسکتا ہے کہ راولپنڈی شہر میں نماز جمعہ ادا کرنے والی دو جگہیں ہیں۔ایک مری روڈ پر تین منزلہ عمارت تیلی محلّہ کے اسٹاپ کے قریب ہے۔دوسری عیدگاہ کے نام سے سٹیلائٹ ٹاؤن "E" بلاک کے پاس تھی۔مگر جب اُنہوں نے وہاں عیدگاہ کے نام سے تعمیر شروع کی تو مسلمانوں نے احتجاج کر کے اسے بند کروادیا۔اب اُنہوں نے اسے فروخت کر دیا ہے اور 69/E میں پیر انوار الدین احمد (متوفی) کے مکان کو خرید کر اس کے پچھلے حصہ میں ڈبل اسٹوری عبادت گاہ بنالی ہے۔ان دونوں جگہوں پر زیادہ سے زیادہ دو ہزار افراد نماز ادا کر سکتے ہیں۔احمدیوں میں نماز جمعہ کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے۔مرد، خواتین، بچے اور بوڑھے تمام جمعہ کے لئے جاتے ہیں۔تقریباً 90 فیصد آبادی جمعہ پر پہنچ جاتی ہے۔اب اگر دونوں عبادت گاہوں میں 2 ہزار افراد آسکتے ہیں تو راولپنڈی شہر میں احمدیوں کی تعداد کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔2 ہزار کی تعداد تو صرف احتیاطاً لکھ رہا ہوں۔ورنہ عیدگاہ میں تو 150 یا 200 آتے تھے۔مری روڈ پر 500 یا 600 کے قریب آتے تھے (یہ اپنے مشاہدے کی بات کر رہا ہوں کیونکہ راقم 1984ء سے 1989ء تک اکثر یہاں جمعہ پڑھتا رہا ہے بلکہ 1995ء تک اکثر و بیشتر جمعہ کے لئے ان دو عبادت گاہوں میں جاتا رہا ہے)۔علاقائی جماعتیں بھی برائے نام ہیں۔تحصیل گوجر خاں میں گوجر خاں شہر میں 10 یا 11 گھروں پر مشتمل ایک جماعت ہے۔گوجر خاں سے 8 یا 10 کلومیٹر دور ایک بہت پرانی جماعت چنگا بنگیال میں ہے جو اب آخری سانسوں میں ہے۔چند گھر باقی رہ گئے ہیں۔تحصیل گوجر خاں میں کل تعداد 250 کے قریب ہوگی۔پورے ضلع راولپنڈی کی تعداد 3 سے 4 ہزار تک ہوسکتی ہے۔

اسلام آباد:

اسلام آباد میں ایک عبادت گاہ ہے جو سنگل اسٹوری ہے۔اس میں زیادہ سے زیادہ 700 افراد جمعہ کو آتے ہیں۔اسی طرح اسلام آباد کی تعداد ایک ہزار سے تجاوز نہیں کرتی۔جب کہ دو چھوٹی چھوٹی جماعتیں دیہاتوں میں ہیں۔اسی طرح راولپنڈی/ اسلام آباد کے اضلاع میں کل تعداد 5000 ہزار سے 6000 ہزار تک ہوسکتی ہے۔یقیناً اسے پڑھ کر خوش ہس گے کہ چلو ہماری اصل تعداد

سے زیادہ ہی ظاہر کیا ہے کچھ پردہ رہ گیا ہے۔پورا صوبہ سرحد احمدیوں سے خالی ہے۔پورے صوبہ میں ایک ہزار کے قریب احمدی ہوں گے۔احمدی اس تعداد پر بھی خوش ہوں گے۔صرف چناب نگر (ربوہ) ایسا شہر ہے جہاں صرف احمدی آباد ہیں۔وہ تعداد 30 یا 35 ہزار افراد پر مشتمل ہوگی۔ضلع بہاولپور، ضلع رحیم یاد خاں، بہاول نگر یعنی پوری ریاست بہاولپور میں کل تعداد 1500 سے کم ہے۔یہ اعداد و شمار راقم کے ذاتی مشاہدے کی بنیاد پر ہیں۔مذکورہ بالا 7 ضلعوں میں کل تعداد 8 ہزار بنتی ہے۔45 لاکھ کہاں آباد ہیں؟

پچاس لاکھ بیعتیں:

1993ء سے جماعت نے ایک نیا سلسلہ شروع کیا ہے۔جسے عالمگیر بیعت کا نام دیا گیا ہے۔1993ء فروری یا مارچ میں پوری جماعت کو یہ ٹارگٹ دیا گیا کہ جولائی 1993ء تک دو لاکھ نئی بیعتیں کروائی جائیں۔اس کا اعلان جلسہ سالانہ لندن میں جولائی کے مہینے میں کیا جائے گا اور اس دن عالمگیر بیعت ہوگی۔دو لاکھ کے ٹارگٹ کو پوری دنیا میں تقسیم کر دیا گیا۔اس میں سے جہلم کے حصہ میں 50 کی تعداد آئی۔یہ کیونکہ نئی تحریک تھی پوری جماعت حرکت میں آ گئی۔50 کے مقابل پر 72 افراد کی بیعت کروائی گئی۔یہ سب ہی تقریباً وہ افراد تھے یا جو پہلے احمدی تھے اور بعد میں جماعت چھوڑ گئے یا پھر ان کے فارم پر کروا کر 72 کی تعداد پوری کر دی گئی۔1993ء کے جلسہ میں مرزا طاہر احمد نے بڑے فخر سے اعلان کیا کہ ٹارگٹ پورا ہوگیا ہے۔اس طرح دو لاکھ بیعتیں ہوگئی ہیں۔جماعت میں تو خوشی کی لہر دوڑ گئی۔اب مرزا طاہر نے اعلان کیا کہ اگلے سال کا ٹارگٹ ڈبل ہے یعنی چار لاکھ۔اس میں سے جہلم کے حصہ میں 160 ٹارگٹ آیا۔مگر پورے سال کی محنت کے بعد 7/5 افراد کے فارم پُر ہوسکے۔گویا ٹارگٹ بالکل پورا نہ ہوا بلکہ 10 فیصد بھی نہ ہوسکا۔مگر 1994ء کے سالانہ جلسہ میں مرزا طاہر احمد نے اعلان کیا کہ چار لاکھ کا ٹارگٹ پورا ہو چکا ہے۔اب اگلے سال 1995ء کے لئے 8 لاکھ کا مقرر کیا گیا۔جہلم کو تقریباً 350 کا ٹارگٹ ملا مگر 4/3 فارم پُر ہوسکے۔یہی حال راولپنڈی اور چکوال کا تھا۔مگر 1995ء میں جلسہ پر مرزا طاہر نے ٹارگٹ پورا ہونے کی نوید سنائی۔اب 1996ء کے لئے 16 لاکھ کا ٹارگٹ دیا گیا۔جہلم کو 700 سے زائد کا ٹارگٹ ملا۔جواب میں دو تین فارم پُر ہوسکے۔1996ء کے جلسہ میں 16 لاکھ کا ٹارگٹ پورا ہونے

کا اعلان ہوا۔ 1997ء کے لئے 32 لاکھ کا ٹارگٹ مقرر ہوا۔ جہلم کے لئے 1500 کا ٹارگٹ ملا۔ جبکہ فارم 5/4 افراد کے پُر ہوسکے۔ مگر 1997ء کے جلسہ میں ٹارگٹ پورا ہونے کا اعلان کر دیا گیا۔ 1998ء کے لئے 64 لاکھ کا ٹارگٹ دیا گیا۔ جولائی 1998ء میں راقم اپنے گاؤں محمود آباد گیا۔ وہاں چند لوگوں سے باتیں کرتے ہوئے راقم نے کہا کہ اب 64 لاکھ کا اعلان نہیں ہوگا کیونکہ اس سے شک پڑ سکتا ہے۔ اب 50 کے قریب بتایا جائے گا پھر یہی ہوا کہ 1998ء کے جلسہ میں 50 لاکھ نئی بیعتوں کی نوید سنائی گئی۔ اس ٹارگٹ میں سے جہلم کو 3000 ہزار کا ٹارگٹ مل چکا ہے۔ مگر جواب میں 200 سے بھی کم فارم پُر ہوئے۔ (اب جائزہ لیں تو وہ 200 افراد بھی جماعت سے منسلک نہ ہوں گے) مگر اعلان ہمیشہ ٹارگٹ کے پورا ہونے کا کیا گیا۔ اب 1999ء کے لئے ٹارگٹ ایک کروڑ کا ہوگا۔ ڈبل فارمولے کے مطابق 64 کا ڈبل 128 ہونا تھا۔ مگر 50 لاکھ کی پچھلی بیعتوں کو ڈبل کرنے سے ٹارگٹ 100 لاکھ کا رکھا ہوگا۔ اب یہ بھی احتیاط کی جائے گی کہ شک نہ پڑ جائے۔ لہٰذا 80 سے 90 لاکھ بیعتوں کی نوید سنائی جائے گی۔

عالمگیر بیعت:

اب عالمگیر بیعت کا کیس ایسے اسٹیج پر آ گیا ہے کہ اس کا پول کھلنے والا ہے۔ اب زیادہ دیر انتظار نہیں کرنا پڑے گا۔ راقم 1997ء میں بہاولپور گیا۔ خدام الاحمدیہ (نوجوانوں کی تنظیم) کے قائد سے ملاقات ہوئی۔ پوچھا آپ کی بیعتیں کیسی جا رہی ہیں۔ اس نے بتایا صرف پچھلے سال 1200 بیعتیں ہوئی ہیں۔ واضح رہے کہ ان کی مرکزی عبادت گاہ میں 200 سے زائد افراد کی گنجائش نہیں۔ اس سے پوچھا گیا کہ 1200 میں سے کتنے سو افراد جمعہ کی نماز کے لئے آتے ہیں۔ کہنے لگا 4/3 افراد۔ راقم نے کہا باقی سارا کچرا ہے۔ گند ہے جو جمعہ کے لئے نہ آئے اس کا کیا کرنا ہے؟ اس پر وہ خاصا پریشان ہوا اور کہنے لگا یہ بات درست ہے کہ 1200 میں سے کوئی بھی نہیں آتا مگر 1200 بیعتیں کیسے ہوئیں؟ پھر پوچھا اب 1997ء میں کیا ٹارگٹ ملا۔ لازماً ڈبل ہوگا۔ یعنی 2400 اب تک کتنی بیعتیں ہوئی ہیں۔ کہنے لگا ابھی تک تو کوئی نہیں ہوئی۔ یہ اپریل 1997ء کی بات ہے یعنی متوقع اعلان سے تین ماہ قبل۔

اب ساری جماعت خصوصاً پاکستان میں آرام کر رہی ہے۔ ٹارگٹ مل جاتا ہے۔ کام کچھ بھی نہیں ہوتا۔ لندن میں اعلان ہو جاتا ہے کہ ٹارگٹ پورا ہو گیا اور پھر اگلے سال کا ٹارگٹ ڈبل ہے۔

اب اس کھیل کے اختتام کا وقت آ گیا ہے۔ 1993ء سے 1998ء تک اعلان کردہ تعداد کے مطابق ایک کروڑ دو لاکھ افراد نئے احمدی ہو چکے ہیں۔ 1999ء کے متوقع اعلان کے مطابق اس سال تک 2 کروڑ احمدی ہو چکے ہوں گے۔ اب احباب جماعت کی آنکھیں کھلنے کا وقت آ گیا ہے کہ وہ دیکھیں دھڑا دھڑ بیعتیں ہو رہی ہیں۔ ہر ضلع کو ٹارگٹ ملتا ہے اور اعلان کر دیا جاتا ہے کہ پورا ہو گیا ہے۔ اب تک ہونے والی بیعتوں کی تعداد ہر ضلع کی اصل تعداد سے کئی گناہ زیادہ ہے۔ تو کہاں ہیں وہ احمدی؟

اگر ابھی آنکھیں نہیں کھلیں تو آگے پڑھیئے۔ جماعت کے اس فارمولے کے مطابق 2000ء میں 2 کروڑ احمدی ہوں گے۔ جب کہ 2001ء کا ٹارگٹ 4 کروڑ ہوگا۔ اور اسی میں احتیاطی پہلو سامنے رکھ کر اعلان کیا جاتا رہا 2010ء میں صرف ایک سال میں 5 ارب لوگ احمدی ہو چکے ہوں گے۔ جب کہ دنیا کی کل آبادی چھ ارب ہے۔ اس فارمولے کے مطابق 2010ء تک کل 11 ارب احمدی ہو چکے ہوں گے۔ امریکہ یورپ اور باقی دنیا کے تمام دانشور اور تمام ادارے بے بس ہو جائیں گے کہ چھ ارب تو وہ آبادی جس میں کروڑوں عیسائی ہیں، کروڑوں مسلمان ہیں، کچھ ہندو کچھ بدھ مت کے ماننے والے وغیرہ۔ اور اب 11 ارب احمدی بھی ہو گئے۔ گویا اب تو دنیا کی آبادی 17 ارب ہو گئی ہے۔ آبادی کو کنٹرول کرنے والے، حساب رکھنے والے اور ڈیٹا رتیار کرنے والے تمام ادارے حیران رہ جائیں گے کہ صرف 12 سالوں میں دنیا کی آبادی تین گنا ہو گئی ہے۔ جبکہ ان لوگوں کو دوربین سے بھی رہ گیارہ ارب احمدی نظر نہیں آئیں گے۔

اگر مرزا طاہر احمد نے کوئی لحاظ نہ کیا اور ڈبل کا فارمولا جاری رکھا تو 2010ء میں صرف ایک سال میں 26 ارب لوگ احمدی ہوں گے۔ یہ کسی بھی ایٹمی دھماکے سے زیادہ دنیا کو متاثر کرنے والا دھماکہ ہوگا۔ کیونکہ دنیا کی کل آبادی تو چھ ارب ہے۔ جبکہ آئندہ دس سالوں میں صرف احمدی ہونے والے افراد 50 ارب ہوں گے۔ جبکہ چھ ارب برقرار رہیں گے

اگر جماعت آئندہ اعداد و شمار کی الجھن سے بچنے کے لئے 2 کروڑ پر اکتفا کرتی ہے اور ہر سال 2 کروڑ کا ہی اعلان کرتی ہے تو یہ جماعت کی اساس اور نظریہ کے خلاف ہوگا۔ کیونکہ جماعت کا بنیادی نظریہ ہے کہ یہ خدائی جماعت ہے۔ جو بھی تحریک شروع کی جائے وہ ضرور کامیاب ہوتی ہے۔ دنیا

اِدھر اُدھر ہو جائے ''خدائی تحریک'' ضرور کامیاب ہوتی ہے۔ اب اگر دو کروڑ پر جماعت رک جاتی ہے تو جماعت پر حرف آتا ہے کہ اس نے کام کرنا چھوڑ دیا ہے اور تمام سرگرمیاں ماند پڑ گئی ہیں۔ اگر جماعت میں یا مرزا طاہر احمد کو مشورہ دینے والوں میں کوئی سائنس دان یا ماہر شماریات ہوا تو وہ اُنہیں بتا سکتا ہے کہ پہلے فارمولے (ڈبل والے) سے گراف تیزی سے اوپر کو اُٹھتا ہے اور چند مرحلوں بعد بلندیوں کو چھونے لگتا ہے۔ اور اب (2 کروڑ پر اکتفا کرنے سے) یہ افقی لائن پر آ گیا ہے جو جمود کو ظاہر کرتا ہے۔ مثلاً اگر دو کروڑ سے ڈبل فارمولے کے ساتھ چلا جائے تو 10 بعد ایک سال میں 1024 کروڑ احمدی ہوں گے اور کل 10 سالوں میں کل 20 کروڑ احمدی ہوں گے جو کہ اوپر والی تعداد کا 0.9 فیصد بنتا ہے۔ گویا جماعت کی کارکردگی 99 فیصد کم ہو گئی۔ ایسی صورت میں جماعت احمدیہ کے خدائی جماعت ہونے کا دعویٰ غلط ثابت ہو جائے گا۔

اب صورت حال یہ ہے کہ ہر ضلع یا جماعت کی کل تعداد سے 15 گنا زیادہ کا ٹارگٹ پچھلے چھ سالوں میں مل چکا ہے۔ اور بقول مرزا طاہر احمد کے یہ ٹارگٹ پورا بھی ہو چکا ہے۔ اب احباب جماعت کو یہ دیکھنا چاہئے کہ اگر چھ سال پہلے ان کی عبادت گاہ میں عید کے دن 100 افراد آتے تھے تو کیا اب 1500 یا 1600 افراد آتے ہیں؟ اس پر غور کرنے کے بعد یقیناً ان کو مایوسی ہو گی۔ وہ دیکھیں گے کہ 1500 تو کیا 15 افراد بھی نہیں جن کا نیا اضافہ ہوا۔ اب وہ خیال کریں گے کہ جماعت تو جھوٹ نہیں بول سکتی۔ اصل میں ہمارے علاقے کی جماعتیں سست ہیں۔ اِدھر تو احمدی نہیں بڑھے۔ دوسرے شہروں میں ضرور ہوئے ہوں گے۔ اب جناب آپ کے کئی رشتے دار دوست دوسرے شہروں میں ہوں گے۔ ان سے یہی سوال پوچھئے تو پتا چلے گا کہ وہ بھی یہی سمجھ رہے ہیں کہ دوسرے شہروں میں لوگ احمدی ہو رہے ہیں۔ پورے پاکستان کا جائزہ لینے کے بعد بھی آپ جماعت کو جھوٹا نہیں سمجھیں گے کیونکہ آپ کے خون میں یہ شامل کر دیا گیا ہے کہ احمدی جھوٹ نہیں بولتے۔ حالانکہ بات بالکل اُلٹ ہے۔

اب اگر آپ کے دوست رشتے دار لندن (انگلینڈ) میں ہوں تو ان سے پوچھیں کہ آپ کے علاقے میں کتنے انگریز (گورے) پچھلے سالوں میں احمدی ہوئے ہیں۔ تو یقیناً آپ کو سخت مایوسی ہو گی۔ ان کا جواب ہو گا کہ دوسرے ملکوں میں ہو رہے ہیں۔ اب خود غور کریں کہ جہاں مرزا طاہر احمد

پندرہ سال سے مقیم ہیں۔ جہاں جماعت کا ہیڈ کوارٹر بنا ہوا ہے وہاں پر بھی اگر ٹارگٹ پورا نہیں ہوا اور جس ملک میں پہلے ہیڈ کوارٹر تھا یعنی پاکستان۔ اس میں بھی ٹارگٹ پورا نہیں ہوا تو پھر دو کروڑ نئی ہونے والی بیعتیں کہاں ہوئی ہیں؟ کسی ایک افریقی ملک میں تو ہو نہیں سکتیں۔ کیونکہ ان ملکوں کو تو اپنی آبادی ہی کم ہے اور اگر اس مقدار کو 6/5 ملکوں میں تقسیم کر دیا جائے تو یہ ایک حیران کن خبر بنتی ہے۔ جس نے پوری دنیا کو ہلا کر رکھ دینا تھا کہ ان ملکوں کی ایک چوتھائی آبادی احمدی ہو گئی ہے۔

جب پاکستان کی جماعتوں کو ہر سال ٹارگٹ مل رہا ہے اور وہ پورا بھی نہیں ہو رہا تو ٹارگٹ کے مکمل ہونے میں اچھی خاصی کمی ہونی تھی۔ مگر اعلان تو ہوتا ہے کہ ٹارگٹ پورا ہو گیا ہے۔ یہ جماعت کا ایسا جھوٹ ہے جس کا پول کھلنے والا ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ اس جماعت سے احمدی حضرات کو ایک بڑا سہارا ملتا ہے۔ مورال بڑھتا ہے اور احمدیت کو چھوڑنے کے لئے پر تولنے والے حضرات کچھ دیر کے لئے پروگرام ملتوی کر دیتے ہیں۔ مگر جب جماعت کا تعلیم یافتہ اور باشعور طبقہ یہ دیکھے گا کہ ایک ایسی جماعت جس کا دعویٰ ہے کہ اسلامی تعلیم کا حسین نمونہ اس جماعت میں ہے اس کا یہ حال ہے کہ وہ بڑا ''سنجیدہ جھوٹ'' بول رہی ہے تو یقیناً پھر جوق در جوق احمدی لوگ اسلام میں داخل نہیں ہوں گے۔

اگر آپ کسی ایسے گاؤں کا جائزہ لیں جہاں 7/5 گھر احمدیوں کے ہوں۔ تو آپ کو یہ بات ضرور ملے گی کہ فلاں فلاں گھر یا خاندان احمدی ہوتا تھا پھر بعد میں مسلمان ہو گیا۔ فلاں گھر میں احمدی عورت آئی اور بعد میں مسلمان ہو گئی۔ فلاں عورت نے احمدی مرد سے شادی کی مگر اس عورت کے اثر سے مرد بھی مسلمان ہو گیا۔ شاید ہی کسی گاؤں میں یہ بات سامنے آئے کہ فلاں خاندان مسلمان تھا اور بعد میں احمدی ہو گئی۔

اصل بات یہ ہے کہ جب کوئی آدمی نیا ''شوشہ'' چھوڑتا ہے۔ مذہبی آئیڈیا دیتا ہے تو خاصے لوگ اس کے گرد جمع ہو جاتے ہیں۔ پھر جب حقیقت ان کے سامنے کھلتی ہے تو آہستہ آہستہ پیچھے ہٹتے چلے جاتے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے جب امام مہدی اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو دیہات کے لوگوں نے (جو یقیناً ان پڑھ تھے) اس پرکشش نعرہ کو سنتے ہی بغیر کسی تحقیق کے فوراً قبول کر لیا۔ کیونکہ مسلمان تو امام مہدی کے منتظر تھے ہی۔ جونہی پتا چلا کہ ایسا کوئی دعوے دار آ گیا ہے تو فوراً قبول کر لیا۔

مرزا صاحب نے 1889ء میں باضابطہ بیعت کا آغاز کیا تو 1902ء تک اچھی خاصی جماعت پیدا کرلی۔ جہلم میں مولوی برہان الدین صاحب جہلمی جو نیا محلّہ میں ایک مسجد کے امام تھے۔ 1891ء میں بیعت کرآئے اور آکر اپنے شاگردوں کو بھی احمدیت میں شامل کرلیا۔ محمود آباد کے تمام بڑے اس مسجد میں قرآن وغیرہ پڑھنے جایا کرتے تھے۔ وہ سب مولوی برہان الدین صاحب کی وجہ سے احمدی ہوگئے۔ نبوت کا دعویٰ تو مرزا صاحب نے 1901ء میں کیا۔ جب مولوی برہان الدین صاحب اور دیگر لوگ مرزا صاحب کو اپنا پیر مان چکے تھے تو اُنہوں نے اپنے پیر صاحب کے نئے دعویٰ کو عقیدت کی وجہ سے مسترد نہ کیا۔ پھر مرزا صاحب کی ظلی و بروزی اصطلاحات نے کسی کو بھی انکار نہ کرنے دیا۔ کیونکہ ان نئی اصطلاحات نے علماء کو کنفیوز کردیا۔ مرزا صاحب کی وفات کے بعد جماعت کے افراد آہستہ آہستہ جماعت کو چھوڑتے چلے گئے۔ مگر اس دوران چندوں کے لامتناہی سلسلہ نے ایک ایسے نظام کو جنم دیا جو وقتاً فوقتاً مرکز سے انسپکٹر آکر چندہ جمع کرنے، حساب چیک کرنے اور جماعت کو منظّم رکھنے اور جماعت سے دور افراد کو چندہ دہندگان میں شامل کرنے کے لئے ان کے گھروں تک بار بار چکر لگا کر جماعت کے قریب کرنے کا سبب بنا۔ 1914ء میں مرزا غلام احمد کے بڑے صاحبزادے مرزا بشیر الدین محمود احمد جو کہ اس وقت 25 سال کے تھے مرزا صاحب کے دوسرے جانشین (خلیفہ) بنے۔ اُنہوں نے جماعت کو منظّم کرنے میں بہت اہم کردار ادا کیا۔ نئی تنظیمیں نئے ادارے نئے چندے اور نئی نئی اسکیمیں شروع کیں۔ 1965ء میں ان کی وفات تک منظّم ہوچکی تھی۔ اس کے بعد مرزا ناصر احمد کے دور میں جماعت کم ہونا شروع ہوگئی۔ 1974ء میں پورے پاکستان میں جماعت کا حجم بہت سکڑ گیا 1982ء میں مرزا طاہر احمد نے انتظام سنبھالا تو جماعت میں زبردست جوش پیدا کردیا۔ اُنہوں نے جماعت کو یہ فلسفہ دیا کہ اگر صرف 10 فیصد آبادی احمدی ہوجائے تو حکومت جماعت کے ہاتھ آسکتی ہے۔ 1982ء تا 1983ء ہر جماعت میں تبلیغ کے لئے ایک زبردست جوش پیدا کردیا۔ ہر جوان کو ایک ایک احمدی کرنے کا ٹارگٹ دیا گیا۔ ہر فرد کو اپنے گھر میں غیر احمدیوں کو چائے وغیرہ کی دعوت پر بلا کر تبلیغ کرنے کا پابند کیا اور جماعت نے بھی اس پر پوری طرح عمل کر کے خوب محنت کی مگر نتیجہ مایوس کن رہا۔ راقم اس وقت پنجاب یونیورسٹی کے احمدی طلباء کا قائد (زعیم) تھا اور علامہ اقبال ٹاؤن، گارڈن ٹاؤن اور ماڈل ٹاؤن

پر مشتمل جماعتی قیادت کا ایک اہم رکن تھا۔ لہٰذا یہ باتیں ذاتی علم اور مشاہدے پر مبنی ہیں۔

اب صورت حال یہ ہے کہ باقی ماندہ احمدیوں کی چار نسلیں گزر چکی ہیں۔ اور اب نئی نسل جو کہ نسل در نسل احمدی ہے اس کا جماعت چھوڑنا خاصا تکلیف دہ ہے۔ جس طرح ایک ہندو کے گھر میں پیدا ہونے والا ہندو مذہب کو ہی سچا سمجھتا ہے۔ بے شک وہ اعلیٰ تعلیم حاصل کرلے۔ دہریہ اپنے غیر مذہبی نظریہ پر قائم رہتا ہے۔ پارسی، سکھ، عیسائی اور یہودی گھرانوں میں پرورش پانے والے افراد اپنے اپنے مذہب پر قائم رہتے ہیں۔

احمدی یہ جانتے ہیں کہ جماعت میں چندوں کی بھرمار پر بڑا زور ہے مگر اسلام کا بنیادی رکن زکوٰۃ بالکل نظر انداز کردیا گیا ہے۔ تحریک جدید، وقف جدید، چندہ عام اور دیگر چندوں پر امام جماعت سے کئی خطبے مل جائیں گے مگر زکوٰۃ پر کوئی خطبہ دریافت نہ ہوگا۔ سالانہ جلسہ میں شمولیت کے لئے خطبات تو ملیں گے مگر حج یا مناسک حج کے بارے میں کوئی خطبہ نہ ملے گا۔ جماعت کے تمام مرکزی عہدوں پر مرزا صاحب کے خاندان کے افراد کا قبضہ ہے۔ ان کے لئے کسی قابلیت کی ضرورت نہیں۔ جبکہ ان کے نیچے کام کرنے والے جامعہ احمدیہ سے سات سالہ کورس کرنے کے علاوہ 20 یا 25 سال فیلڈ کا تجربہ بھی رکھتے ہیں۔ جماعت کے بنیادی عہدوں یعنی مقامی امیر جماعت اور اس کی مجلس عاملہ کے لئے عہدے کا حق دار وہی ہوگا جو چندے کا بقایا دار نہ ہو۔ بے شک وہ اخلاقی و مذہبی تعلیم کے حوالے سے کیسا ہی کیوں نہ ہو۔ جبکہ ایک نیک متقی اسلامی شعار کا پابند اگر مالی کمزوری کی وجہ سے چھ ماہ سے زائد چندے کا بقایا دار ہے تو وہ ووٹ دے سکتا ہے نہ عہدہ لے سکتا ہے۔ تقویٰ اور پرہیزگاری پر پیسے کو ترجیح ہے۔ اس کے علاوہ بہت سی دوسری جماعتی زیادتیاں زبان زد عام ہیں۔ جن کو مضمون کی طوالت کی وجہ سے کسی اور مضمون کے لئے اُٹھا رکھتا ہوں۔ ان سب خرابیوں کو جانتے ہوئے بھی خاموش ہیں۔

جب سے پاکستان میں احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا مسلمانوں اور احمدیوں میں خاصی دوری پیدا ہوگئی ہے۔ جہاں کوئی مسلمان احمدی ہونے کی جرأت نہیں کرتا وہاں احمدی بھی اس دوری کو پار کرنے کی ہمت نہیں رکھتے۔ خدا تعالیٰ احمدی نوجوانوں کو ہمت دے کہ وہ اس دوری کو عبور کر کے مسلمان ہوجائیں۔ آمین!